مولانا محمد الحسنی ۔ ایڈیٹر البعث الاسلامی لکھنؤ

پروگریسو

حقیقت پسند کون ہے؟

دنیا میں ایک گروہ ہے جو اپنے آپ کو پروگریسو (RROGRESSIVE) کہتا ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ وہ سب سے زیادہ حقیقت پسند (REALIST) ہے۔ حقیقت (FACT) کا لفظ اس کے نوک زبان رہتا ہے اور اس پر بڑا ناز ہے کچھ سیدھے سادے لوگ اس سے مرعوب بھی ہیں۔ یہ گروپ صرف دہلی، بمبئی، کیرالا یا لاہور و کراچی میں نہیں بلکہ کسی نہ کسی درجہ میں ہر جگہ پایا جاتا ہے اور عرب ممالک میں بھی اس کا بہت زور ہے۔

ہمیں دیکھنا چاہئے کہ اس کی اس "حقیقت پسندی" کا جغرافیہ اور حدود اربعہ کیا ہیں؟ اس سلسلہ میں سب سے پہلا سوال جو ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ اس دنیا کی سب سے بڑی حقیقت کیا ہے؟ اگر دنیا والوں سے عام طور پر یہ سوال کیا جائے کہ اس دنیا میں سب سے بڑا (FACT) کیا ہے جس سے انکار کسی کو بھی ممکن نہیں تو ان کا جواب ایک ہوگا۔ موت! سورج چاند بھی یقیناً نظر آتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی انسانوں نے ہمیشہ اختلاف کیا ہے۔ ز متعلق بہت اختلافات رہے ہیں۔ حد یہ ہے کہ انسان نے خود اپنے وجود تک کو شک کی نگاہ سے دیکھا ہے ایک پورا مکتب خیال ہے جو اپنے وجود کا منکر رہا۔ اس کو فلسفہ کی زبان میں لاادری اور متشکک OSTICS) وغیرہ کہا جاتا ہے۔ لیکن ایک حقیقت ایسی ہے جس سے کسی کو انکار نہیں جس میں کوئی اختلاف نہیں اور وہ موت کا واقع ہونا۔

اس نقطۂ نظر سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ان ترقی پسندوں سے زیادہ حقیقت سے منہ چرانے والا اور بچلنے والا شاید کوئی اور نہیں۔ یہ لوگ سب سے زیادہ موت کے تذکرہ سے چڑتے ہیں۔ چنانچہ ان کے لٹریچر ہر چیز کا ذکر مل جائے گا لیکن اس سب سے بڑے FACT کا نہیں ملے گا۔ یہ دانشور شتر مرغ کی طرح ریت منہ چھپا کر یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے موت سے نجات حاصل کر لی۔ اس کی ترکیب انہوں نے یہ نکالی کہ دنیا کی چھوٹی چھوٹی حقیقتوں پر اس قدر زور دینا شروع کیا کہ اصل حقیقت پر غور کرنے کی فرصت ہی کسی کو نہ ملے۔ روز

مکان، روزگار یہ وہ حقیقتیں ہیں جو اس سب سے بڑی حقیقت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں اور اس میں تھوڑی بہت کمی بیشی سے صورتِ حال میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن ان دشمنانِ عقل کا سب سے بڑا قومی جرم یہ ہے کہ انہوں نے لاکھوں انسانوں کو فریب میں رکھا اور حقیقت پسندی کے نام پر ان کو حقیقت سے اتنا دور کر دیا کہ آج یہ صدا ان کے کانوں کے لئے نامانوس ہو چکی ہے۔ روس و چین کے بدنصیبوں کو چھوڑیئے ان کی تو دنیا بھی گئی اور عقبیٰ بھی۔ خود عالمِ اسلام میں ان دوست نما دشمنوں نے ایک ایسی سوسائٹی پیدا کر دی جو عالمِ خیال میں یا عالمِ انتظار میں زندگی گزار رہی ہے۔ فریبِ نظر کا شکار ہے حقیقت پسندی اور سچائی اس کو دور کا واسطہ نہیں، جو سب سے زیادہ کم عقل ہے اور اپنے کو سب سے زیادہ عقلمند سمجھ رہی ہے۔ جہلِ مرکب میں مبتلا ہے۔ دو روٹی کی بات اس کی سمجھ میں آجاتی ہے۔ لیکن موت کی حقیقت سمجھنا سمجھانا تو درکنار اس حقیقت کا اعلان بھی اس کو سخت ناگوار اور بارِ خاطر ہوتا ہے۔

بعض بادشاہوں، نوابوں اور بڑے جاگیرداروں کے متعلق سنا ہے کہ ان کے یہاں اس کی باقاعدہ ہدایت ہوا کرتی تھی کہ ان کی مجلس میں موت کا نام بھول کر بھی نہ آئے۔ یہاں تک کہ جو واعظ یا قاری کبھی مجلس میں بلائے جاتے ان کو اس کی ہدایت کی جاتی کہ وہ اس کا خیال رکھیں۔ چنانچہ وہ ہر بات کہتے لیکن یہاں آکر طرح دے جاتے۔ مصاحب بھی دل سے چاہتے تھے کہ بادشاہ سلامت یا نواب صاحب کے کان موت کے تذکرہ سے ناآشنا ہی رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ حقیقت ان کے دل میں اتر جائے اور یہ ساری رنگینیاں اور آزادیاں یک قلم موقوف ہو جائیں۔ لیکن دنیا جانتی ہے کہ ایک حقیقت پسند اور نڈر عالم نے اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی پوری تقریر موت ہی پر کی اور بادشاہ کے یہ سن کر کان کھل گئے۔ کہ وہ اب تک اتنی بڑی حقیقت سے غافل تھا چنانچہ وہ اسی وقت تائب ہوا اور نئی زندگی اختیار کی۔

جاگیرداری کا یہ پرانا فرسودہ اور احمقانہ روایتی نظام اب اشتراکیت اور "ترقی پسندی" کے دم قدم سے زندہ ہے۔ بلکہ پہلے سے زیادہ طاقتور ہے۔ شخصی نظام میں کسی کے دل پر یہ بات اثر کرتی تھی۔ تو اس کے حدودِ اختیار اور دائرۂ سلطنت کی حد تک دنیا بدل جاتی تھی۔ پارٹی سسٹم اور اشتراکی آمریت میں اس طرح کی گنجائش بھی نہیں رہی۔ ان لوگوں نے پوری دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ترقی پسند (PROGRESSIVE) اور رجعت پسند (REACTIONARY) سرمایہ دار (CAPITALIST) اور محنت کش (WORKERS) یہ تقسیم انہوں نے اس مقصد کے لئے قائم کی تاکہ کسی تیسرے خیال کو دراندازی کا موقع نہ مل سکے۔ ہمارا کہنا صرف یہ ہے کہ یہ لوگ سب کچھ ہو سکتے ہیں حقیقت پسند ہرحال نہیں ہو سکتے۔ ان کو چاہیئے کہ پہلے موت کے خلاف ایجی ٹیشن کریں۔ محنت کش عوام کو موت کے خلاف متحد (MOBILIZE) کریں جو دبے پاؤں چلی آتی ہے۔ پہلے موت

کو موت سے ہم کنار کریں اس کے بعد یہ دعویٰ ان کے لئے زیب دے گا کہ وہ واقعی حقیقت پسند ہیں۔

حقیقت پسند تو وہ ہیں جو اس FACT سے کسی وقت غافل نہیں۔ جو سب سے پہلے اس کی فکر کرتے ہیں اس کے بعد روٹی کپڑے مکان اور دکان کی۔

ان ترقی پسندوں نے تو مزدوروں سے روٹی بھی چھینی اور آخرت بھی۔ کتنے مزدور موت کے منہ میں چلے گئے اور ان کو کمیونسٹوں کی خیالی جنت کی خیالی امیدوں کے سوا کچھ اور نہ ملا۔ آج وہ لوگ جو فیشن اور ترقی پسندی کے ولولہ اور شوق میں اپنی زندگی سے جوا کھیل رہے ہیں، اپنا ابدی مستقبل تاراج کر رہے ہیں۔ اس سب سے بڑی حقیقت سے منہ موڑ رہے ہیں جس سے نہ ماسکو میں مفر ہے نہ تاشقند میں، نہ صفدر جنگ کے اسپتال میں۔ جو آذربائیجان اور ازبکستان میں زور لگا لگا کر ان کوششوں میں مصروف ہیں کہ عمریں ۷۰، ۸۰، ۹۰ کے جلائے تک پہنچ جائیں لیکن یہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ موت ہی سے چھٹکارا حاصل کر لیا جائے اور اس دنیا کی فکر کی جائے جہاں سب کو جانا ہے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔ جس کے مقابلہ میں پوری دنیا کی عمر ایک ساعت سے زیادہ نہیں ان کو کبھی فرصت کے وقت کبھی رات کو سونے سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ وہ اس طرح حقیقت سے آنکھیں بچا رہے ہیں۔ یا مردانگی کے ساتھ اس کا سامنا کرنے پر تیار رہیں اور اس کو شیریں بنانے کا ذریعہ بھی جانتے ہیں قرآن مجید نے موت کو FACT کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

واعبد ربك حتى يأتيك اليقين	خدا کی عبادت کرتے رہو اس وقت تک کہ یقینی چیز (موت) تمہارے سامنے آجائے۔

دوسری جگہ آتا ہے۔

واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي المأوى	جو اللہ کے سامنے حاضری اور جواب دہی سے ڈرتا رہا اور نفس کو خواہشات سے باز رکھا تو بے شک اس کا ٹھکانا جنت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت عقلمند اور ہوشیار وہ ہے جو اپنی زندگی کا حساب رکھے اور موت کے بعد کی تیاری کرے۔

یہ وہ چیلنج ہے جو قرآن مجید دنیا کے ان تمام انسانوں کو دیتا ہے۔ جو خدا کی ہدایت، خدا کی کتاب اور نبوت کی روشنی سے بے نیاز ہو کر اپنی زندگی کے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں، ہماری دعوت اور درخواست ہے کہ وہ صحیح معنوں میں حقیقت پسند بننے کی کوشش کریں اور اس کی رٹ لگانے کے بجائے کبھی سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور بھی کریں۔